اِمتزاج

شمارہ : ۲

جولائی۔دسمبر ۲۰۱۴ء

مدیرِ اعلیٰ

پروفیسر ڈاکٹر ذوالقرنین احمد (شادابؔ احسانی)

شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی
ویب گاہ: www.urduku.edu.pk
برقی ڈاک: imtezaajurdu@gmail.com

اِمتزاج

شمارہ: ۲، جولائی۔دسمبر ۲۰۱۴ء

شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی

مجلسِ ادارت

سرپرست

پروفیسر ڈاکٹر محمد قیصر (شیخ الجامعہ)

مدیر اعلیٰ

پروفیسر ڈاکٹر ذوالقرنین احمد (شاداب احسانی) (صدر نشیں)

مدیران

پروفیسر ڈاکٹر عظمیٰ فرمان

پروفیسر ڈاکٹر تنظیم الفردوس

ڈاکٹر رؤف پاریکھ

مجلسِ مشاورت

بین الاقوامی

ڈاکٹر ابوالکلام قاسمی (بھارت)

ڈاکٹر معین الدین جینابڑے (بھارت)

ڈاکٹر خلیل طوق اَر (ترکی)

سویامانے (جاپان)

ڈاکٹر قاضی عبیدالرحمن ہاشمی (بھارت)

ڈاکٹر محمد ابراہیم السیّد (مصر)

ڈاکٹر علی بیات (ایران)

درمش بلگر (ترکی)

ڈاکٹر ہینز ورنر ویسلر (سوئیڈن)

صلاح الدین امین (ماسی موبون) (اٹلی)

ڈاکٹر خواجہ محمد اکرام الدین (بھارت)

ڈاکٹر سہیل عباس خان (جاپان)

قومی

ڈاکٹر پیرزادہ قاسم (کراچی)

احفاظ الرحمٰن (کراچی)

ڈاکٹر جاوید اقبال (حیدرآباد)

ڈاکٹر یوسف خشک (خیرپور)

ڈاکٹر محمد کامران (لاہور)

ڈاکٹر قاضی عابد (ملتان)

ڈاکٹر عبدالعزیز ساحر (اسلام آباد)

ڈاکٹر عزیز ابن الحسن (اسلام آباد)

ڈاکٹر افتخار شفیع (کراچی)

ڈاکٹر آصف اعوان (فیصل آباد)

ڈاکٹر سیّد عامر سہیل (سرگودھا)

ڈاکٹر محمد سلمان (پشاور)

ڈاکٹر خالد خٹک (کوئٹہ)

قیمت: ۴۰۰ روپے ، بیرون ملک ۱۰ امریکی ڈالر کے مساوی (بہ شمول ڈاک خرچ)

مدیر اعلیٰ 'امتزاج' نے ناشر اُردو اشاعت گھر، واحد پرنٹنگ پریس، اُردو بازار، کراچی سے چھپوا کر شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی سے جاری کیا۔

فہرست

	اِداریہ	ذوالقرنین احمد (شادابؔ احسانی)	۵
۱۔	اعظم کریوی کے افسانوں میں سماجی مسائل	تہمینہ عباس	۷
۲۔	ماہنامہ ’’عصمت‘‘ کے سو (۱۰۰) برس: ایک مختصر جائزہ	داؤد عثمانی	۲۲
۳۔	توقیتِ میر: تاریخی و تہذیبی تناظر	ذکیہ رانی	۳۱
۴۔	اُردو کی چند طویل نظمیں اور اُن کا سیاسی پس منظر	رُخسانہ صبا	۹۰
۵۔	مولوی عبدالحلیم شرر کے تاریخی ناولوں میں فعال نسوانی کرداروں کا جائزہ	نادیہ راحیل	۱۲۷
۶۔	آزادی کے بعد کراچی کے ادبی رسائل کا مختصر جائزہ	ندیم مقبول	۱۴۰
۷۔	تاریخی لغت نویسی: اصول، پس منظر اور بنیاد	رؤف پاریکھ	۱۶۴
۸۔	نوادرات	ادارہ	۱۸۴

اِس شمارے کے مقالہ نگار

(بترتیبِ حروفِ تہجی)

تہمینہ عباس	اسسٹنٹ پروفیسر، جی ڈی اے پبلک اسکول، گوادر
داؤد عثمانی	استاد، شعبۂ اُردو، گورنمنٹ ڈگری کالج، بلدیہ کراچی
ذکیہ رانی	استاد، شعبۂ اُردو، وفاقی اُردو یونیورسٹی، کراچی
رُخسانہ صبا	ریسرچ اسکالر، شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی
نادیہ راحیل	ریسرچ اسکالر، شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی
ندیم مقبول	ریسرچ اسکالر، شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی
رؤف پاریکھ	ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اُردو، جامعہ کراچی

اِداریہ

قارئینِ امتزاج!

ڈاکٹر وزیر آغا نے ''اُردو شاعری کا مزاج'' نامی کتاب میں ہندو پاک کی تہذیبی وتمدّنی فضا کے ساتھ ساتھ دیومالا کو بھی اُردو شاعری کے مزاج کو سمجھنے میں ممد ومعاون پایا۔ ڈاکٹر صاحب اگر اُردو زبان کے مزاج کو سمجھنے کی سعی کرتے تو یقیناً اُردو شاعری کا مزاج سمجھنا نہایت آسان ہو جاتا۔ پاکستان کا پورا خطّہ اُردو بولتا ہے، اُردو لکھتا ہے اور سمجھتا ہے۔ اس کے باوجود اُردو زبان کا مزاج سمجھنا نہیں چاہتا۔ اُردو زبان سے محبت کے باوجود ناشناسانِ مزاجِ اُردو اُردو زبان کو سرکاری زبان بنانے میں حائل ہیں۔ دانستہ ونادانستہ اُردو کے خلاف اقدامات جاری ہیں۔ دانستہ وہ لوگ ہیں کہ جو نہیں چاہتے کہ اقتدار میں عام آدمی کی شرکت ہو سکے۔ اگر ایسا ہو گیا تو طبقاتی نظام کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔ نادانستہ وہ علماء وفضلا شریک ہیں جو اُردو زبان سے بے پایاں محبت رکھتے ہیں لیکن یہ سمجھتے ہیں کہ گلوبلائزیشن کے دور میں انفارمیشن کی یلغار ہے اُردو زبان اس یلغار کا ساتھ نہیں دے سکتی۔ علمی سطح پر ہم پیچھے رہ جائیں گے۔ اس زاویۂ نگاہ میں یقیناً دردمندی ہے لیکن بصیرت کا فقدان صاف نظر آتا ہے انھیں یورپ کے ڈارک ایجز (Dark Ages) کا مطالعہ کرنا چاہیے اور اس پر خاص طور پر غور کرنا چاہیے کہ وہ کون سے عوامل تھے کہ آئزک نیوٹن کی کتاب Principia Mathematica کی لاطینی زبان میں اشاعت کے باوجود انگلستان میں انگریزی زبان کو سرکاری سطح پر رائج کیا گیا۔ چاسر کی Tales پڑھ لیجیے یقیناً وہ انگریزی کا قلی قطب شاہ نظر آئے گا۔ ادبی سطح ہو کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کی فضا اٹھارہویں صدی کا یورپ لاطینی زبان کا دم بھرتا نظر آتا ہے۔ ایسے ماحول میں ترقی کا خیال تشخّص سے جڑ جاتا ہے۔ تشخّص اس وقت تک پیدا نہیں ہوتا کہ جب تک خطّہ اپنی زبان میں جملہ معاشرتی سرگرمیوں کو جاری وساری نہیں کر لیتا۔ تشخّص کے بغیر ترقی کا تصور ایسا ہی ہے کہ جیسے آج پاکستان کی ترقی کا سوال ہم سب کے سامنے ہے۔ جتنی جلد سرکاری سطح پر ہم اُردو کو اپنا لیں گے اتنی ہی جلد پاکستانی تشخّص کے ساتھ ہم شاہراہِ ترقی پر گامزن ہو سکیں گے ورنہ ترقی کرتے نظر آئیں گے جبکہ عملاً ترقی اُن ممالک کی ہو رہی ہو گی جن کے ہم زیرِ اثر ہیں۔ اب رہا سوال اُردو زبان کے علمی قد کا! اس ضمن میں عرض ہے کہ جس زبان میں تقریباً دو سو برس کا تدریسی تجربہ ہو اس کے متعلق ایسے گمراہ کن اعتراضات کا حل غور وفکر کیے بغیر نہیں نکل سکتا۔

اربابِ اعلیٰ تعلیمی کمیشن سائنس اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے تحقیق، تحقیق اور صرف تحقیق کی رَٹ لگائے ہوئے ہیں۔ کیا کبھی انھوں نے یہ سوچا کہ تدریس کے بغیر انھیں واقعی محقق دستیاب ہو سکتے ہیں۔ تدریسی امور کا یہ احوال ہے کہ جامعات کے اکثر اساتذہ تحقیق کے ذریعہ اپنے آپ کو ہر سطح پر آگے لانا چاہتے ہیں جس کے سبب تدریسی امور بری طرح سے نظر انداز ہوتے جا رہے ہیں۔ اب رہا سوال سماجی علوم کا بالخصوص اُردو زبان وادب کا تو اس ضمن میں معذرت کے ساتھ

عرض کرنا ناگزیر ہے کہ اُردو زبان میں ۱۸۲۲ء سے پرچے نکل رہے ہیں بعض شمارے جن میں مراۃ الہند، رسالہ حسن، الماس، مخزن، عالمگیر، ادبی دنیا، نقاد، زمانہ، نیا دور، افکار، نقوش، ادبِ لطیف، ہمایوں، برہان، فنون، اوراق اور شب خون وغیرہ ایک طویل فہرست ہے کہ ہم مر کر بھی زندہ ہو جائیں تو اُن جیسے خاص شمارے مرتب نہیں کر سکتے۔ اب آپ حضرات نے اُردو زبان وادب کے اساتذہ کو اس کام پر لگا دیا ہے کہ وہ مقالات اور کتب میں محض دھڑا دھڑ اضافے کرتے جائیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایچ ای سی کے رسائل کے لیے ایسی اعلیٰ سطح پر کمیٹی تشکیل دی جائے جو مقالات کو صرف طریقہ کار پر نہ جانچے بلکہ موضوعات کی تکرار، ماخذات کی جانچ پڑتال، کٹ اینڈ پیسٹ کی ارزانی سے نجات اور پھر اس بات کو بھی یقینی بنایا جائے کہ استاد اپنے تدریسی امور خاص طور پر ادبی متون کو پڑھائے اور اس طرح پڑھانے کا عمل ان کی ترقیوں کے لیے لازمی ہو۔ اگر اُردو زبان وادب کے اساتذہ تدریسی امور میں بے اعتنائی برتیں گے تو یقیناً اُردو زبان وادب کا مستقبل تاریک سے تاریک تر ہوتا جائے گا۔ ناشناسانِ مزاجِ اُردو نادانستگی میں اُردو زبان کو درخورِ اعتنا نہ سمجھنے میں حق بجانب ہوں گے۔ علی گڑھ یونیورسٹی، اورینٹل کالج لاہور اور جامعہ عثمانیہ کے اساتذہ نے اُردو زبان کا مستقبل تابناک بنانے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔ اس قحط الرجال کے زمانے میں مذکورہ اساتذہ کے نقشِ قدم پر چلنا ناگزیر ہے۔

اس شمارے میں سات مقالات شامل ہیں۔ جس تحقیق اور تنقید میں تخلیقی اُپچ موجود نہ ہو وہ Cut and Paste یا ترقیوں کے سلسلے میں تحریر کیا جانے والا تحقیقی مضمون شمار ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے میری یہ خوش قسمتی ہے کہ اس شمارے میں (سوائے ڈاکٹر رؤف پاریکھ کے) نامی گرامی محققین یا قلم کاروں کے مضامین شامل نہیں ہیں لیکن تخلیقی اُپچ کے ساتھ تحقیقی مزاج پر پورے اترتے ہیں ۔ ایچ ای سی کی تعین کردہ حدود میں رسائل کی رسمیت (رسمِ تحقیق) کا تعین کرتے ہوئے TURABIAN / CHICAGO اسلوب کو مدّنظر رکھا گیا ہے جبکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ رسائل میں چھپنے والے تحقیقی مضامین کے معیارات کا تعین صرف اور صرف ریفریز کی آراء پر نہیں چھوڑا جانا چاہیے تھا۔ ہم لوگ یا ہمارا معاشرہ جس قسم کے غیر علمی وادبی معاملات کا شکار ہیں اس کے پیشِ نظر شنید ہے کہ بعض جگہوں پر ریفریز کا حوالہ بھی ستائشِ باہمی کے سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اس صورتحال میں ''امتزاج'' کا شمار اس تحقیقی جرنل میں کیا جانا چاہیے کہ جو غیر جانبدار رہ کر ریفریز کی آراء کا احترام کرتا ہے۔ دائیں اور بائیں بازو کا امتیاز بالکل روا نہیں رکھا۔ ہر اس مضمون نگار کا مضمون توثیقی سند کے لیے ریفریز کو بھیج دیا جاتا ہے کہ جس میں تحقیقی نوعیت اور اس کے شواہد مضمون نگار کے اصل مسئلے یعنی عنوان سے پیوست ہوتے ہیں لہٰذا ایسے تمام معروف اور غیر معروف محققین سے التماس ہے کہ وہ اپنے تحقیقی مضامین ارسال فرمائیں۔ امید کرتا ہوں کہ ''امتزاج'' صرف ایک تحقیقی مجلّہ ہی نہیں بلکہ مستقبل میں پاکستانیت اور اُردو زبان وادب کا قافلہ ثابت ہوگا۔ ان شاءاللہ!

پروفیسر ڈاکٹر ذوالقرنین احمد (شاداب احسانی)

(مدیر اعلیٰ)